حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو نشانات عطا ہوئے ہیں وہ ایک بڑے وسیع زمانہ پر پھیلے ہوئے ہیں قیامت تک چلتے ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱؍ جون ۱۹۶۸ء بمقام مسجد احمدیہ۔ مری۔ غیر مطبوعہ)

☆ عیسائی پادریوں کو دعوت فیصلہ۔

☆ سورۃ فاتحہ قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔

☆ عیسائی پادریوں کو سورۃ فاتحہ کی تفسیر کے مقابلہ کا چیلنج۔

☆ سورۃ فاتحہ بڑے وسیع، بڑے گہرے اور بڑے حسین مضامین اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی آنکھ میں رضا کی چمک جب بندہ دیکھ لیتا ہے تو اسے کسی اور عزت کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج کے لئے جو مضمون ذہن میں آیا تھا اس پر جب میں نے غور کیا تو ایک لمبا مضمون بن گیا ہے اور چونکہ ابھی تک میری کمزوری ابھی باقی ہے جو بیماری نے پیدا کی تھی اور یہاں حبس اور گھٹن بھی میں نے محسوس کی ہے اس لئے وہ مضمون تو اگر اللہ تعالیٰ نے زندگی اور توفیق دی انشاء اللہ آئندہ جمعہ میں ادا کر دوں گا اس وقت میں مختصر خطبہ میں اپنے دوستوں بھائیوں اور بہنوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ میں یعنی قرآن کریم کے بالکل شروع اور ابتدا میں ہمیں اس طرف متوجہ کیا کہ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ یہ ایک چھوٹی سی سورۃ ہے جو سات آیات پر مشتمل ہے لیکن ایسے بنیادی مضامین کی حامل ہے کہ اصولی طور پر تمام قرآنی مضامین کا خلاصہ اس میں پایا جاتا ہے اور نہایت گہری اور نہایت وسیع اور نہایت حسین تعلیمیں اس میں اس حسن سے بیان کی گئی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے قریباً (صحیح وہ تاریخ مجھے یاد نہیں اس واسطے میں اندازے سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ قریباً) ساٹھ سال پہلے عیسائیوں کو اس طرف توجہ دلائی اور انہیں مدعو کیا ایک عیسائی کے اس سوال کے جواب میں کہ جب مسلمانوں کے نزدیک بھی تورات خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کتاب ہے اور اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے روحانی اور جسمانی صداقتیں بیان کی ہیں اور اس کے متعلق خود قرآن کریم نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ ہدایت اور نور کا باعث تھی بنی اسرائیل کے لئے تو ایسی کتاب کے ہوتے ہوئے قران کریم کی کیا ضرورت تھی؟ تو اس کا جوب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیوں کو کہا کہ تم تورات سے مقابلہ کرتے ہوئے سارے قرآن کریم کا ذکر نہ کیا کرو کیونکہ قرآن کریم کی جو پہلی اور ابتدائی مختصر سی سورۃ ہے اس میں جو روحانی مضامین بیان ہوئے ہیں تمہاری ساری الہامی کتب میں وہ مضامین نہیں پائے جاتے اگر اس میں شک ہو تو مقابلہ کر کے

دیکھ لو کوئی عیسائی منادکوئی عیسائی چرب زبان کوئی عیسائی لیڈر جو مختلف فرقوں کے ٹاپ (Top) کے آدمی اوران کے راہنما اور قائد سمجھے جاتے ہیں وہ اس طرف نہیں آئے میں نے پھر اس دعوت کو میں (تو) چیلنج کہنا اسے پسند نہیں کرتا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے چیلنج نہیں کیا، بلکہ دعوت فیصلہ اسلام اور عیسائیت کے درمیان اگر یہ فیصلہ کرنا ہو کہ کون سی کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی اور محفوظ ہے یہ دعویٰ ہے کیونکہ تورات کے متعلق ہم بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی لیکن نہ اس کی حفاظت کا وعدہ دیا گیا تھا نہ اس کی حفاظت کی گئی تھی بعد میں انسان کا دخل بیچ میں ہوا اور نہ اس وقت یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ قیامت تک بنی نوع انسان کو ہدایت دیتی چلی جائے گی کیونکہ انسان اپنے روحانی اور اخلاقی ارتقاء میں ابھی اپنی رفعتوں کو نہیں پہنچا تھا تو نہ ایسا دعویٰ تھا اور نہ وہ لوگ اس کے مستحق تھے ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کتاب لیکن انسان کا بیچ میں داخل ہوا زمانہ بدلا زمانہ کے مسائل بدلے زمانہ کے حالات بدلے انسان کا دماغ بدل گیا۔ ارتقاء کے جس مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں انسان تھا اس سے کہیں بلند مقام پر نبی اکرم ﷺ کے وقت میں وہ پہنچ گیا اس کے لئے تورات تھی نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو یعنی عیسائیوں کو یہ کہا کہ بہتر کے قریب تمہاری آسمانی کتابیں بہتر کے قریب ہم اس لئے کہتے ہیں کسی نوجوان کے دماغ میں یہ سوال آ سکتا ہے کہ صحیح تعداد میں قریب کا کیا مطلب؟ تو قریب کا مطلب یہ ہے کہ کیتھولکس اور پراٹسٹنس جو ہیں ان میں تعداد اختلاف ہے بعض کتب ایسی ہیں جو کیتھولیزم ان کو آسمانی کتاب کہتا ہے پراٹسٹنٹس نہیں مانتے ان کی زیادہ ہیں اس واسطے ہم اس جھگڑے میں پڑے بغیر کہ تمہارا کتابوں کی تعداد میں بھی اختلاف ہے ہم یہ کہہ دیتے ہیں کہ ستر کے قریب بہتر کے قریب تمہاری آسمانی کتب ہیں تم ساری آسمانی کتب میں سے سورہ فاتحہ کے مضامین نکال کے دکھا دو تو ہم سمجھیں گے کچھ ہے تمہارے پاس لیکن اگر تم ایسا بھی نہ کر سکو تو پھر آئندہ زبان پر یہ چیز نہ لانا کہ تورات کے ہوتے ہوئے قرآن کریم کی کیا ضرورت ہے ہم تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان تمام آسمانی کتب کے ہوتے ہوئے سورہ فاتحہ کی بھی ضرورت تھی قرآن تو ایک بڑی چیز ہے۔

تو سورۂ فاتحہ میں ایک تو خلاصہ ہے لیکن اتنے بڑے قرآن کا خلاصہ بھی آسان نہیں اتنی وسیع تعلیم کا سات آیتوں میں خلاصہ بھی سوائے خدا کے اور کوئی نہیں کر سکتا ان آیتوں کو چھوڑ کر آپ اپنی زبان میں

کبھی خلاصہ کرنے کی کوشش کریں کسی ایک سورۃ کا بھی شاید خلاصہ نہ کر سکیں خدائی کتاب اور وہ کتاب جو کامل اور مکمل ہے اس کا خلاصہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آنا چاہئے تھا اور آیا اور بڑا حسین ہے اور اس سورہ فاتحہ کی تفاسیر مثلاً میں نے دعویٰ کیا ہے اور جس وقت میں نے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ آپ کے خلیفہ کی حیثیت سے دنیا کے سامنے رکھنا تو اس سے پہلے میں نے سوچا بھی تو میں نے یہ سوچا کہ مجھے یہ کرنا پڑے گا (اگر یہ قبول کر لیں) کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورۂ فاتحہ کی جہاں جہاں جو بھی تفسیر کی ہے وہ ہمیں اکٹھا کرنا پڑے گی پھر مجھ سے پہلے جو خلفاء گزر چکے ہیں ان کی سورۂ فاتحہ کی تفاسیر کو اکٹھا کرنا پڑے گا اور پھر اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے جو مجھے علم عطا کرے وہ لکھنا پڑے گا اور اس شکل میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہم ان پادریوں کے ہاتھ میں دیں گے اور ان سے کہیں گے کہ ان مضامین کو اپنی آسمانی کتابوں میں سے نکال کر دکھاؤ اگر وہ اس کو قبول کر لیں تو اس کے بعد پھر ہم اور اپنی کتابوں میں سے مضمون نکال کر یعنی شائع کر دیں تو پھر ہم ثابت کریں گے اور خدا کے فضل سے ثابت کرنے کے قابل ہوں گے کہ جو باتیں انہوں نے اپنی الہامی کتب سے نکالی ہیں یا تو وہ ان کی کتب میں پائی نہیں جاتیں آپ ہی گھسیڑ دی ہیں جیسا مثلاً پادری عماد الدین ہے جب سرسید نے دعا کے خلاف اپنے رسالے کچھ لکھنے شروع کئے تو یہ پادری عماد الدین جو دراصل ''مولانا عماد الدین'' تھے اجمیر کی شاہی مسجد کے خطیب اور بڑا عالم آدمی ہے جہاں تک دینوی ظاہری اسلامی علوم کا تعلق ہے یعنی قرآن کریم کی جو تفاسیر چھپ چکی ہیں جو دوسری کتب ان پہ اس کو عبور تھا میں نے ایک دفعہ دعا کے سلسلہ میں مجھے خیال آیا کہ دیکھیں کہ اس نے کیا لکھا ہے۔ اس عیسائی نے سرسید کا رڈ لکھا ہے۔

دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو پکڑا اور نہایت لطیف پیرایہ میں اور زوردار الفاظ میں ایسے تمام مسلمانوں کی ہدایت کا سامان پیدا کیا جو دعا کے مفہوم کو اور دعا کے مقام کو پہچانتے نہیں تھے اِدھر اس نے لکھا میرے دل میں شوق پیدا ہوا میں نے جب کتاب پڑھی تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ تمام باتیں جو اسلام میں رہتے ہوئے اسلامی کتب سے اس نے سیکھی تھیں وہ عیسائیت کے منہ میں ڈال دیں یعنی تورات کا کوئی حوالہ نہیں بلکہ یہ کہ عیسائیت یوں کہتی ہے حالانکہ عیسائیت نہیں کہتی وہ قرآن یوں کہتا ہے عیسائیت یوں کہتی ہے عیسائیت یوں نہیں کہتی بلکہ قرآن کریم کے ایک مفسر نے جو تفسیر کی ہے یہ عیسائیت کے منہ میں ٹھونستا چلا گیا ہے تو یا تو ان کا جواب ہمارے مقابلہ میں اس قسم کا ہوگا تو

ہمیں ثابت کرنا پڑے گا کہ تم جو بات تورات کی طرف منسوب کر رہے ہوں وہ تورات کی طرف منسوب نہیں ہوتی تورات میں ایسا کوئی مضمون نہیں بیان ہوا یا یہ ثابت کرنے پڑے گا کہ تورات سے ہی تم نے استدلال کیا لیکن عقلاً اور روحانی مشاہدہ کی رو سے یہ بڑی ناقص تعلیم ہے اور سوءٔ فاتحہ کی تعلیم کے مقابلہ میں پیش نہیں کی جا سکتی سورہ فاتحہ میں اس سے بہتر تعلیم ہے تو اس سورۃ میں جو بڑے وسیع اور بڑے گہرے اور بڑے حسین مضامین اپنے اندر لئے ہوئے ہے اس میں ایک آیت یہ بھی ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحہ:۶، ۷) اس جگہ اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون بیان کیا ہے کہ ہر چیز کے حصول کا ایک صحیح راستہ ہے اور اسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے بہت سے غلط راستوں پر بھی چلے جاتے ہیں مثلاً ایک موٹی مثال ہے ایک شخص اپنے اس علم کی وجہ سے اور اس تجربہ کی وجہ سے جو علم اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کیا اور جس تجربہ کے حصول کی اللہ تعالیٰ نے اسے توفیق دی تجارت میں مہارت حاصل کر چکا ہے اور وہ دولت کما رہا ہے وہ تمام تجارتی اصول سامنے رکھ کے تجارتی معاملات کرتا ہے اور پھر دعائیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو سنتا اور اس کی عقل اور فراست کو روشن رکھتا ہے اور سیدھا راستہ اس کو دکھا دیتا ہے اور بڑا مالدار ہو جاتا ہے ایک دوسرا شخص مالدار ہونے کے لئے چوری کرتا ہے اور دنیا میں مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ مبالغہ نہیں ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ پچاس فیصدی چور یقیناً ایسے ہیں جو پکڑے نہیں جاتے اور چوری کے مال سے وہ فائدہ اُٹھا رہے ہیں تو وہ بھی ایک راستہ تھا مال کے حصول کا جو اختیار کیا گیا اور کامیابی سے اختیار کیا گیا بظاہر دنیا جو ہے وہ دنیوی نقطہ نگاہ سے جب دیکھتا ہے تو کہتا ہے یہ بھی مال دار ہے ایک شخص کہتا ہے کہ تم کہتے ہو سیدھا راستہ اختیار کرو اپنے ملک کی حالت دیکھو کتنے ہیں جنہوں نے بلیک مارکیٹنگ کے نتیجے میں اور بددیانتی کے نتیجہ میں مال کو جمع کر لیا ہے اور اب دنیا میں ان کی بڑی عزت ہے تو اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ سیدھے راستے سے اگر تم وہ چیز حاصل کرو گے جو کرنا چاہتے ہو دنیوی مال تو ایک نعمت ہے نا دنیا میں ہزاروں نعمتیں ہیں اگر سیدھے راستے پہ چل کے تم اپنے مقصد کو حاصل کرو گے تو یہ تو ہوگا انعام اللہ کی طرف سے اور اگر غلط راستہ اختیار کرو گے تو وہ انعام نہیں ہوگا اس کے ساتھ سزا لگی ہوئی ہے اس دنیا میں بھی سزا ملتی ہے جب چور پکڑا جاتا ہے جب بددیانت پکڑا جاتا ہے جب بلیک مارکیٹ کرنے والا پکڑا جاتا ہے اور یہ گرفت کئی قسم کی ہوتی ہے کبھی اللہ تعالیٰ آسمان سے گرفت نازل کرتا ہے مثلاً بڑا مال کما لیا اور کھانا ہضم نہیں ہوتا کئی ایسے بھی ہم نے دیکھے

ہیں بڑے امیر ہیں امارت پیسہ جو ہے مال جو ہے اس کا ایک خرچ یہ ہے کہ زبان کا چسکا جو ہے وہ پورا کیا جائے لیکن وہ شخص کھا ہی نہیں سکتا پیسے رکھے ہوئے ہیں اس کے اِردگرد لوگ کھا رہے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ میں تو مصیبت میں پھسنا ہوں کھا ہی کچھ نہیں سکتا ہضم نہیں ہوتا بیمار ہو جاتا ہوں جب بھی کوئی ثقیل چیز کھالوں پرہیزی کھانا کھا رہے ہیں لاکھوں روپیہ تجوری میں ہیں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے جسم میں، جلد میں ایسی بیماری پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اچھا کپڑا پہن نہیں سکتے اب وہ دھوتی پہنی ہوئی ہے پھر رہے ہیں پیسہ بڑا ہے دل کرتا ہے کہ پانچ سَو روپیہ گز والا کپڑا خرید کے سوٹ بنائیں لیکن وہ پہن ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آ گئے ہیں ہزاروں مثالیں اس قسم کی دی جاسکتی ہیں بعض کو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ پکڑ لیتا ہے بعض کو اُخروی زندگی میں پکڑ لیتا ہے بعض کو میں اس لئے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تو مالک ہے کسی کو معاف کر دے تو یہ بھی اس کی شان میں ہے اس کی صفات کی شان کے عین مطابق ہوگا لیکن بعض کے متعلق یقیناً اس نے کہا ہے کہ میں گرفت کروں گا اس واسطے انسان کو مطمئن نہیں رہنا چاہئے تو یہاں یہ فرمایا کہ ہر چیز کے حصول کے لئے ایک سیدھی راہ ہے یا ایک سے زائد بھی بعض دفعہ ہوسکتی ہیں اگر زیادہ وسعت والا مضمون ہمارے ذہن میں ہو مثلاً قربِ الٰہی کے ایک سے زائد رستے ہیں مثلاً جنت کے سات دروازے ہیں جن کا مطلب ہے سات راہیں جنت کی طرف جارہی ہیں لیکن اس دنیا میں عام طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اچھے مقاصد کے حصول کے لئے ایک سیدھی راہ ہے اس راہ پہ اگر انسان چلے تو اسے یہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ہر سیدھی راہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا انعام اس کا منتظر ہوتا ہے اگر وہ سیدھی راہ پر نہیں چلتا تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اس کا انتظار کر رہی ہو کیونکہ مغفرت کے اوپر انسان کی تو کوئی اجارہ داری نہیں ہے نا لیکن ہوسکتا ہے کہ اس کا عذاب، اس کا قہر، اس کا غضب، اس کا انتظار کر رہا ہو اس کو وعدہ یہ نہیں ہے کہ تمہیں انعام ملے گا انعام مل جائے تو اور چیز ہے ایسی بات ہے کہ بادشاہ وقت دس آدمیوں کو دعوت پہ بلاتا ہے دعوت پہ جب وہ بلاتا ہے تو ان سے یہ وعدہ ہے کہ میں یہ کھانا تمہیں کھلاؤں گا اپنے ساتھ بٹھا کر اور تمہارا اکرام کروں گا تمہارا احترام کروں گا جو مہمان کا ہونا چاہئے ایک گیارھواں شخص ویسے ہی چلا گیا ہے وہاں اب ضروری نہیں کہ اس کو اندر بلا لیا جائے ہوسکتا ہے کہ بادشاہ کہے کہ چلو آ گیا ہے تو میں اس کو بھی بلا لیتا ہوں اور ہوسکتا ہے کہ وہ کہے کہ دوڑ جاؤ یہاں سے ابھی دوڑنے والا لطیفہ میں آپ کو سنا دیتا ہوں ہمارے الحاج گورنر جنرل گیمبیا سینیگال کے دورہ پر گئے

تو وہاں چونکہ جماعتیں چھوٹی ہیں اور کچھ تعصب بھی ہے کچھ ناواقفیت بھی ہے کچھ پرانے رواج بھی ہیں ان کو خیال پیدا ہوا میں ہیڈ آف دی سٹیٹ کی حیثیت میں اس ملک میں جا رہا ہوں بڑا احترام کریں گے ممکن ہے اپنی وہاں کے لحاظ سے ہمارے محاورہ ہے شاہی مسجد وہ شاہی مسجد کہلائے یا نہ کہلائے۔

بہرحال جو بڑی مسجد ہے دارالخلافہ کی اس میں کہیں گے کہ جناب تشریف لائیں ساری قوم آپ کی منتظر ہوگی اور وہاں آپ نماز ادا کریں مجھے مصیبت پڑ جائے گی الحاج گورنر جنرل صاحب نے سوچا اگر یہ حالات پیدا ہو گئے تو میرے لئے بڑی آکورڈ (Awkward) ہوگی میں نے تو ان کے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی انہوں نے ہمارے چوہدری محمد شریف صاحب جو انچارج ہیں وہاں کے مبلغ کہا کہ اس طرح میں دورے پر جا رہا ہوں انہوں نے کوئی خواب بھی دیکھی تھی جس کی تفصیل کا مجھے علم نہیں اشاروں میں ان کی طرف سے اور چوہدری محمد شریف صاحب کی طرف سے یہ اطلاع ملی ہے لیکن بہرحال انہوں نے کہا میں اس طرح جا رہا ہوں مقامی ہمارا مبلغ احمدی جو ہے امام مقامی اس کو میرے ساتھ کرو چنانچہ وہ مقامی امام ساتھ گیا گورنر صاحب کا امام ساتھ ہو پھر تو کسی کو جرأت نہیں ہوتی کہ کسی اور امام کو کہے کہ آپ نماز پڑھائیں باتھرسٹ جو گیمبیا کا دارالخلافہ ہے وہاں کا جو چیف امام ہے وہ بڑا متعصب ہے متعصب ہی نہیں بلکہ شرارتی بھی ہے اور اس کی ایک شادی سینی گال کے دارالخلافہ میں ہوئی ہوئی ہے اس نے سوچا کہ کوئی کھیل کرنی چاہئے شرارت سوجھی وہ اپنے طور پر وہاں پہنچ گیا جو گورنر جنرل صاحب کی ریسپشن (Reception) ہو رہی تھی سینی گال کی طرف سے تو یہ گیا اور اندر جب جانے لگا تو وہاں کے سپاہی جو ڈیوٹی پر کھڑے تھے انہوں نے کہا کہ تمہارا دعوت نامہ کہاں ہے تو اس نے کہا کہ میرے پاس تو دعوت نامہ نہیں ہے لیکن تمہیں پتہ نہیں میں باتھرسٹ کا چیف امام ہوں مجھے کیا ضرورت ہے دعوت نامہ کی ہمارے گورنر جنرل یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں انہی کی تم نے دعوت کی ہوئی ہے مجھے کیا ضرورت ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو یہ دوسرے قسم کے لوگوں میں شامل کرنا تھا کہ تمہیں دعوت نہیں کھلانی تو انہوں نے کہا کہ اس طرح نہیں ہم جانے دیتے اس پر اس نے کہا کہ گورنر جنرل صاحب بیٹھے ہیں آپ ان سے جا کر میرے متعلق پوچھ لیں اگر وہ تصدیق کریں کہ میں چیف امام ہوں تو پھر مجھے اجازت دیں ورنہ نہ دیں تو سپاہی کہنے لگا کہ وہ جو گورنر جنرل صاحب ہیں ان کے ساتھ تو اپنا امام آیا ہے تمہیں ہم کیسے جانے دیں تو جب بادشاہ وقت آپ دعوت پر نہ بلائے جو میں نے مثال دی ہے اگر بن بلایا مہمان کوئی آ

جائے تو اور قسم کا سلوک اس سے ہوسکتا ہے یا رحم کھا کے اس کو بلا لیا جائے گا یا ناراضگی اظہار کر کے اس کو کہا جائے گا دوڑ جاؤ یہاں کیا کرنے آئے ہو تو جو غلط راہ اختیار کرتا ہے اس کے متعلق دونو شکلیں اس کی گرفت یا جزا سزا کے متعلق اللہ تعالیٰ اختیار کرنے لگتا ہے کیونکہ اس سورۃ میں اس نے اپنی صفت مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن بیان فرمائی ہے کہ مالک کی حیثیت سے وہ انسان سے معاملہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا ان سے تو یہ کوئی وعدہ نہیں بلکہ وعید بڑا ہے کہ غلط راہوں کو اختیار کرو گے تو عام قانون سزا کا ہے استثنائی طور پر معافی کا ہے ٹھیک ہے مال ہے معاف کر دے لیکن اس نے ہمیں وعید یہ دیا ہے ہمیں کیا یہ ہے کہ اگر تم غلط راہوں کو اختیار کرو گے۔ غلط نتائج نکلیں گے۔ دنیا میں بھی یہی قانون ہے ایک شخص بدکاری کرتا ہے آتشک اور سوزاک میں مبتلا ہو جاتا ہے ایک شخص اخلاقی طور پر گھر میں عادتاً اعتراض کرتا رہتا ہے نظام سلسلہ پر اعتراض، مقامی امیر پر اعتراض، خلیفہ وقت پر اعتراض جو منہ میں آئے بولتا ہے اس کی اولاد اس کے لئے عذاب بن جاتی ہے درجنوں مثالیں ہماری اپنی جماعت میں ہیں کہ جن لوگوں کو یہ گندی عادت تھی اور اپنی زبان پر ان کو کوئی کنٹرول نہیں تھا ان کی اولادیں ان کی تباہی کا، ان کے عذاب کا، ان کے دکھ کا اور ان کی تکلیف کا، ان کی گھبراہٹ کا باعث بنیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ گرفت کر لیتا ہے اور کبھی ایسے شخص کو معاف بھی کر دیتا ہے اس کی اولاد میں سے ایک بڑا اچھا مخلص مومن بندہ پیدا ہو جاتا ہے اس کی دعاؤں سے باپ بھی ممکن ہے معاف کر دیا جائے بہر حال یہ خدا تعالیٰ کی جہاں تک جزا اور سزا کا تعلق ہے اس کے اوپر ہم کوئی حتمی قانون حاوی نہیں کر سکتے کیونکہ اس کا قانون اپنے امر پر بھی اور ہمارے ارادوں پہ بھی حاوی ہے۔ لیکن وعدہ کوئی نہیں وعدہ یہی ہے وعید کے رنگ میں یعنی انذار کے رنگ میں، ڈرانے کے رنگ میں، خبردار کرنے کے رنگ میں، سمجھانے کے رنگ میں بدیوں اور برائیوں سے روکنے کے رنگ میں کہ اگر غلط رستہ اختیار کرو گے تو غلط نتائج نکلیں گے غلط اس معنی میں کہ جس کو تم خود صحیح نہیں سمجھو گے تمہارے دکھ کا موجب ہوں گے۔ کوئی شخص اپنے دکھ کو اچھی چیز نہیں کہہ سکتا جو شخص بیماری میں تڑپ رہا ہو اس کی طبیعت میں گھبراہٹ ہو اس وقت بے چینی ہو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ بیماری جو ہے بڑی اچھی چیز ہے جان نکل رہی ہوتی ہے بعض لوگ ایسے گھبراہٹ میں ہوتے ہیں کہ وہ دعا کر رہے ہوتے ہیں کہ اے خدا ہمیں مار دے ہم سے یہ تکلیف برداشت نہیں ہوئی جاتی تو ان نتیجوں کو کوئی شخص بھی اپنے سنسز (Senses) میں اچھا نہیں کہہ سکتا نتیجہ برا نکلے گا جو شخص اپنی سینس (Sense) میں نہ ہو اس کے

اوپر تو اللہ تعالیٰ کا یہ قانون اخلاقی اور روحانی جو ہے وہ چلتا ہی نہیں۔

ہمارے ایک صاحب کا دماغ خراب تھا ایک دفعہ قادیان کی بات ہے کسی کا سائیکل اٹھا کر لے گئے اپنے اسی بے ہوشی کے عالم میں وہ پیچھے دوڑا اس نے پکڑ یا اس کی بے وقوفی مجھے اس وقت بڑا غصہ آیا تھا کہ ایک شخص پتہ ہے کہ اس کی دماغی حالت ٹھیک نہیں سائیکل تم نے پکڑ لیا ہے لے آؤ ساتھ اس کو جوتیاں بھی ماریں جوتی اتار کے اب یہ صاحب کھڑے ہوئے پانچ دس جوتیاں کھا کے اور ایک زور سے قہقہ لگایا اور کہنے لگے تم سمجھتے تھے کہ مجھے جوتیاں پڑ رہی تھیں اندر سے تو تمہیں پڑ رہی تھیں تو اگر کوئی شخص احمق، خدا کی گرفت کو یہ کہدے کہ اندر سے میں ہی کامیاب اور مجھے ہی انعام مل رہا ہے تو یہ وہ اس کا جنون ہے بڑی قابل رحم حالت ہے اس کی لیکن کوئی شخص اپنی سنسز (Senses) میں بری چیز کو جو اس کے لئے دکھ اور عذاب اور کرب اور گھبراہٹ کا باعث بن رہی ہے اچھا نہیں کہہ سکتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ فرماتا ہے کہ اچھے مقاصد کے حصول کے لئے کچھ نیک راہیں معین کی گئی ہیں ان راہوں پہ چلو تو کیا دیکھو گے آگے تمہیں کیا انعام ملے گا خالی یہ نہیں کہا انعام ملے گا ان لوگوں کا انعام ملے گا جو تم سے پہلے گزرے جنہوں نے ہم سے انعام حاصل کئے اور تمہیں پتہ ہے کہ کس قسم کے انہوں نے انعام حاصل کئے انبیاء ہیں، صدیق ہیں، شہید ہیں، صالح ہیں انہوں نے اس دنیا میں بھی انعام حاصل کئے تم نہیں یہ کہہ سکتے کہ جو مثال ہمارے سامنے رکھی جارہی ہے وہ ہم سمجھ نہیں سکتے کیونکہ ان انعاموں کا جن کا ذکر کیا جارہا ہے دوسری زندگی میں ملنا ثابت ہے ان لوگوں کو اس دنیا میں بھی انعام ملا دنیا نے ان کو بے عزت کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو بے عزت نہیں ہونے دیا ہر قسم کی عزت ان کو عطا کی سب سے زیادہ عزت تو اللہ تعالیٰ کی آنکھ میں رضا کی چمک جب بندہ دیکھ لیتا ہے تو اس سے زیادہ کو کسی اور عزت کی ضرورت ہی نہیں رہتی انبیاء ہیں ساری دنیا مخالفت کرتی ہے ایک شخص کھڑا ہوتا ہے خدا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اور یہ دیکھتے ہوئے کہ سامنے ہوتا ہے کہ ساری دنیا نے میری مخالفت کرنی ہے اس کو پتہ ہوتا ہے کہ دنیوی سامان میرے پاس نہیں ہیں کتنا بڑا توکل کا مقام ہے جو اسے حاصل ہوتا ہے ساری دنیا پر اپنے رب کو وہ ترجیح دیتا ہے اس پر وہ توکل رکھتا ہے پھر دنیا اپنا زور لگا لیتی ہے لیکن اس شخص کو بے عزت اور ناکام نہیں کر سکتی بے عزتی تو ناکامی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعویٰ کیا کوئی بھی ساتھ نہیں تھا۔ آدمی برداشت نہیں کرسکتا اس زمانے کے حالات جب اپنے ذہن میں لاتا ہے آپ نے خود نثر اور نظم

اردو اور عربی میں لکھا ہے کہ گھر والے پرواہ نہیں کرتے تھے وہ جو برابر کا شریک تھا اس کو اپنے دستر خوان کے ٹکڑے بھیج دیتے تھے یہ عزت اس خدا کے برگزیدہ کی تھی اپنے خاندان کے دل میں۔ لیکن خدا نے جو وعدے دیئے وہ پورے کئے آپؑ نے فرمایا اپنے زمانہ میں کہ کبھی تو دستر خوان کے ٹکڑے مجھے ملتے تھے اب ہزاروں خاندان ہیں جو میری وجہ سے پل رہے ہیں انہیں روٹی مل رہی ہے۔

اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ لاکھوں خاندان ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل دنیا میں بڑے امیر بنے ہوئے ہیں ایک باورچی غالباً پانچ یا دس روپے ماہوار تنخواہ لے رہے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کرتے ان کے بہت سارے لڑکے تھے اور میرا نہیں خیال کہ ان میں سے کسی لڑکے نے بھی سات آٹھ سَو ہزار روپے سے کم ماہانہ حاصل کیا ہو اللہ سے بطور انعام کے ایسے باپ کے بیٹے دنیا میں عزتیں بھی ان کو ملیں مال بھی ملا پھر ان میں سے جو صداقت پر جاں نثار رہے۔ انہوں نے روحانی طور پر بھی انعام حاصل کئے لیکن دنیا میں بھی خدا تعالیٰ نے ان کا قرض نہیں رکھا قرض کیا تھا سات روپے میں سے اٹھنی (آٹھ آنے) دیتے ہوں گے شاید چونی دیتے ہوں گے یا دونی دو آنے دیتے ہوں گے اور اس دونی کے بدلہ میں سارے ٹبر کو اگر ملا لیا جائے تو شاید دس پندرہ ہزار روپیہ مہینے کا انعام اللہ تعالیٰ نے یہ پنشن لگا دی کہ تمہارے باپ نے میرے مسیح کی خدمت کی تھی اللہ تعالیٰ کی ایک صفت شکور کی بھی ہے بڑا اقدر کرنے والا ہے کیا خدمت کی تھی دو آنے وہ دیتا تھا احمدیت کی ترقی کے لئے یا چار آنے وہ دیتا تھا اور آج میں اس کا بدلہ دیتا ہوں بدلہ کیا دیتا ہوں دس ہزار روپیہ ماہوار یا پندرہ ہزار روپیہ ماہوار یا بیس ہزار روپیہ ماہوار۔

ڈاکٹر سلام ہیں ان کے والد دنیوی لحاظ سے مال کے لحاظ سے معمولی درجے کے انسان ہیں زندہ ہیں ابھی بڑی دعا کرنے والے ہیں، بڑے مخلص ہیں، احمدیت کی ترقی کے لئے دعائیں کیں وقت خرچ کیا، جوانی کا سارا وقت ایسے مخلص کوئی منٹ اپنی زندگی کا ضائع نہیں ہونے دیتے تھے یعنی جب حقوق العباد ادا کر چکتے تھے اگر حکومت کے ملازم ہیں تو حکومت کے جو پیسے لیتے تھے ان پیسوں کی وجہ سے تنخواہ کی وجہ سے جتنا وقت خرچ کرنا ان پر فرض ہوتا تھا جب وہ وقت خرچ کر لیتے تھے تو پھر وہ سمجھتے تھے کہ سارا وقت تو خدا کا ہے خدا نے کہا ہے کہ جب پیسے لو دیانت داری سے کام کرو ہم نے اس کا یہ کہنا پورا کر دیا اب ہم خدا کے لئے اپنا وقت نکالتے ہیں رات کو دس دس گیارہ گیارہ بارہ بارہ بجے تک میرے علم میں

سینکڑوں احمدی ایسے ہیں جو اپنا وقت احمدیت کے لئے خرچ کر رہے ہیں جتنی توفیق تھی پیسے خرچ کرتے تھے اب ان کے بچے کو خدا نے اتنی عزت دی ہے دنیوی لحاظ سے اصل عزت تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں انسان دیکھتا ہے وہ بھی خدا کے فضل سے انہیں حاصل ہے لیکن دنیا کی نگاہ بھی جب احمدیت پر پڑتی ہے تو اس کو یہ نظر آتا ہے کہ ایک معمولی انسان کا بچہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا عجیب دماغ دیا کہ وہ مادی دنیا کے ہر گوشے اور کونے کھدرے میں نگاہ ڈالتا پھرتا ہے اور چھپی ہوئی چیزوں کو وہ باہر نکال دیا ہے اور وہ دنیا، ساری دنیا مثلاً جو اسلام کو مٹانا چاہتی ہے اس کی عزت کئے بغیر نہیں رہ سکتی اصل تو یہ شکل ہمیں نظر آ رہی ہے نا وہ دنیا جو خدا کا نام اس دنیا سے مٹانا چاہتی ہے دہریہ دنیا، روس کی دنیا، اس شخص کی عزت کرنے پر مجبور ہے تو انہیں خدا نے کہا میرا نام مٹانے کی کوشش تو کرتے رہنا پہلے میرے اس بندے کی عزت کرلو یہ بھی ایک چپیڑ ہے جو اس وقت ان کے منہ پر خدا تعالیٰ مار رہا ہے کہ تم میرا نام مٹانا چاہتے ہو میں نے اپنے اس بندے کو جو مجھ پر ایمان لایا ہے حقیقی ایمان اور جس کو میری توفیق سے خلوص حاصل ہوا ہے جسے قلب سلیم دیا گیا اس کو ذہن رسا بھی ہم نے دے دیا اور اب اس کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے اس کی عزت اور احترام کرنے پر تم مجبور ہو گے تو میرا نام تم سے کہاں مٹے گا۔ یہ ایک مثال ہے دنیا میں اور ہزاروں مثالیں ہیں روسی دنیا کے سامنے جب ہم اللہ تعالیٰ کے نشان پیش کرتے ہیں ان سے بات نہیں کی جاسکتی۔ ایک دفعہ ہمارے کالج میں ایک روسی سائنسدان کو جسے حکومت پاکستان نے سائنس کانفرنس میں بلوایا تھا ہم نے بھی دعوت دی کھانے پر وہ آیا میری عادت ہے میں کج بحثی سے ہمیشہ بچتا رہا ہوں میری عادت ہے آرام آرام سے بات کروں پھر کوئی دنیا کی بات کر دی پھر کوئی لطیفہ سنا دیا پھر کوئی اصولی اسلامی بات کر دی تین چار گھنٹے میں میں آہستہ آہستہ، آہستہ آہستہ ڈرلنگ (Drillinag) کیا اس کے دماغ میں زندہ خدا کے زندہ نشانات پر اور شام کے وقت اس کا دل اتنا بدلا ہوا تھا کہ میں نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ اس نے کانسنٹریشن کمپ میں چلا جانا ہے اگر ذرا بھی بے احتیاطی کی وہاں جا کر اور مجھے شبہ ہے کہ وہ چلا گیا کیونکہ ہم سے کچھ وعدے کر کے گیا تھا جو اس نے پورے نہیں کئے اور آئندہ سال جب ایک اور سائنسدان آیا اور اس کو ہم نے بلایا تو اس کے ساتھ جو انٹرپریٹر تھا اس نے نہ صرف یہ کہ انکار کیا بلکہ پہلے سائنسدان کو گالیاں دیں اور کہا کہ بڑا خبیث آدمی تھا کیوں چلا گیا تھا ربوہ۔

تو اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس پر اثر ہوا بات یہ ہے کہ جو بھی دہریہ ہمارے سامنے آئے ہم اسے

دلیل کے ساتھ قائل نہیں کر سکتے بڑا مشکل ہے انسان کے دماغ کو خدا تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ ایک صحیح دلیل کے مقابل میں غلط دلیل پیش کرتا ہے اور بہت سی دنیا اس کے قائل ہو جاتی ہے لیکن کوئی شخص دنیا کا معجزہ اور خدائی نشان کے مقابلہ میں ہم سے بات نہیں کر سکتا کیونکہ عقل کی رفعتیں جہاں ختم ہو جاتی ہیں نشان کی بلندیاں وہاں سے شروع ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا انعام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کیا ہے اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کے گروہ میں آپ شامل ہو گئے خدا تعالیٰ کے غیر شرعی نبی تھے اور آپ سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ جس طرح پہلے انبیاء پر میرے انعام ہوئے آپ پر بھی ہوں گے اور یہ تو یا ہم نے دیکھے یا ہمارے باپ دادوں نے دیکھے بلکہ انہوں نے بھی دیکھے اور ہم نے بھی دیکھے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو نشانات عطا ہوئے ہیں وہ ایک بڑے وسیع زمانہ پر پھیلے ہوئے ہیں دراصل قیامت تک چلتے ہیں۔ بہت سے الہامات ہیں جو آج سے سو سال بعد دو سو سال بعد پورے ہوں گے ابھی کپڑوں سے برکت ڈھونڈنے کا نشان پہلے ہم وہ بھی ایک چھوٹے رنگ میں بعض دفعہ ایک ہلکی سی جھلک ہوتی ہے پھر وہ پوری شان سے ظاہر ہوتی ہے بعض امراء ورؤساء یا اپنے اپنے علاقہ کے نیم مالک اور حاکم وہ احمدی ہوئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں کے طفیل اللہ کی برکتیں حاصل کرنے کی کوشش کی اس وقت بھی ہم خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اگرچہ دھندلا اظہار ہے اس نشان کا بہر حال نشان کا اظہار ہو گیا اس کی قبولیت ہم نے دیکھ لی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں جو تھیں، وہ ایک رنگ میں اگرچہ وہ ایک دھندلا رنگ ہے لیکن وہ پوری ہوئیں اور اب ہم نے پھر خدا کی یہ شان بھی دیکھی کہ گیمبیا کے گورنر جنرل احمدی ہوئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت حاصل کی دینی بھی اور دنیوی بھی اس کی تفصیل میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں انہوں نے اس کے لئے چالیس دن تک دعائیں کیں اپنے آپ کو اس کے لئے نوافل پڑھ پڑھ کر اور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ تیار کیا اِدھر ہم ڈاکخانہ کے بعض قواعد کی وجہ سے کسی قدر تاخیر کے ساتھ انہیں یہ تبرک بھجوا سکے لیکن اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک شان دکھائی تھی جس دن ان کے ہاتھ میں حضرت مسیح موعود علیہ والسلام کا یہ تبرک پہنچا اس سے اگلے دن غالباً ان کا جو عہدہ تھا گورنر جنرل کا وہ کنفرم ہوا اس سے پہلے اس دن تک وہ آفیشیئٹ کر رہے تھے تو ایک دنیوی برکت ان کو بالکل قریب کے زمانہ میں اس تبرک کے حصول کے بعد حاصل ہوگئی اور دل کی برکتیں جن کی میں نے مثال دی ہے وہ الگ ہیں

یہ خیال دل میں پیدا ہونا کہ میرے ساتھ احمدی امام ہونا چاہئے تا کہ کوئی کہیں بدمزگی نہ پیدا ہو بڑے اخلاص کا اظہار کر رہا ہے یہ بھی معمولی چیز نہیں ہے ایک گورنر جنرل ہے وہ دنیا میں کاموں میں تو دنیا کے پھنسے ہوئے ہیں نا بچارے پھر بھی دین کے کے لئے وقت نکالتے ہیں تھنکنگ کرتے ہیں سوچتے ہیں اپنے آپ کو غلط مقامات سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے کی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل کیا۔

تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ جو صحیح راہیں دنیوی مقاصد کے حصول یا روحانی مقاصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے متعین کی ہیں ان کی نشاندہی کی ہے اگر تم ان راہوں کو ڈھونڈو گے اور ان راہوں پر چلو گے تو جب اپنے مقصود کے پاس پہنچو گے تو پھر وہاں تمہارا مقصد اور مطلب جو ہے وہ وہی نہیں کھڑا ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت بھی وہاں تم پاؤ گے اپنا مقصد بھی تمہیں حاصل ہو جائے گا اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے بھی وارث بن جاؤ گے اور جو انعام صحیح راستہ پر چلنے کا تمہیں ملتا ہے وہ ملے گا تمہیں وہ انعام ملے گا جو پہلے انبیاء کو ملا تمہیں وہ انعام ملے گا، یعنی تم میں سے بعض کو جو پہلے صدیقوں کو ہم نے دیا تم میں سے بعض کو وہ انعام ملیں گے جو شھداء نے ہم سے حاصل کئے تھے تم میں سے بعض کو وہ انعام ملیں گے جو صلحاء نے حاصل کئے ان کے انعامات ایک حد تک تمہارے سامنے ہیں تم اندازہ کر سکتے ہو کہ کس قدر عظیم انعام ہیں جن کا وعدہ کیا گیا ہے اس وعدے کے ہوتے ہوئے بھی اگر تم صِرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کو چھوڑ دو اور دنیا کے بداثرات سے متاثر ہو کر غلط راہوں کو اختیار کرو تو اس سے زیادہ اور کوئی بدبختی نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ہی صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ (آمین)

☆......☆......☆